الغرض پیش نظر مجموعہ مقالات بجا طور پر ارمغان علمی کہلانے کا مستحق ہے۔اس کے فاضل مرتبین کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ڈاکٹر سیّد معین الدین عقیل یقیناً خوش نصیب ہیں جنھیں ایسے لائق اور محنتی شاگرد ملے جنھوں نے اپنے استادِ محترم کی علمی روایت کی آب یاری میں اپنے حصے کا کام بخوبی انجام دیا ہے۔

نام کتاب : اہلِ قلم کے مکاتیب بنام غازی علم الدین

مرتب : ڈاکٹر آصف حمید

ضخامت : ۵۶۰ (بڑا سائز)

اشاعت : ستمبر۲۰۱۶ء

ناشر : مثال پبلشرز، فیصل آباد۔

مبصر : ڈاکٹر شاہ انجم

اردو میں خط نگاری کی روایت جس تیزی سے معدوم ہوتی جارہی ہے وہ یقیناً لائق تشویش و قابل افسوس ہے مگر خوشی کا مقام یہ ہے کے ساتھ ساتھ ایک اچھی روایت بھی مستحکم ہوتی دکھائی دیتی ہے یعنی مشاہیر کے خطوط کی مسلسل اشاعت کا سلسلہ۔

زیر تبصرہ کتاب بھی دراصل معروف محقق و ماہر تعلیم پروفیسر غازی علم الدین کے نام ایک سو اکیانوے (۱۹۱) مکتوب نگاروں کے تین سو پچانوے (۳۹۵) خطوط پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر آصف حمید نے جو مکتوب الیہ کے ایک لائق شاگرد بھی ہیں۔ان خطوط کو نہایت سلیقے اور ضروری حواشی کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

اگرچہ پیش کردہ خطوط میں، ادبی، تاریخی، تہذیبی، لسانی، علاقائی اور مذہبی مباحث کو علمی انداز سے آگے بڑھانے کی بھرپور تحریکات پائی جاتی ہیں تاہم بعض خطوط محض رسیدی نوعیت کے بھی شریک ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا، جو اس ذخیرے کا کڑا انتخاب کیا ہوتا۔

دراصل پیش کردہ خطوط میں ایک قابل ذکر تعداد تو ان خطوں کی ہے جو مکتوب الیہ کو ان کے زیر ادارت شائع ہونے وال مجلّات: ''سروش'' میر پور اور ''سیماب'' افضل پور (آزاد کشمیر) کے قارئین کے تاثرات وآرا پر مشتمل ہیں۔بلاشبہ فاضل مدیر نے مذکورہ مجلّات کی پیش کش میں جس جدت، ندرت اور ژرف نگاہی سے کام لیا ہے، اس کا ثبوت ہندو پاک کے مشاہیر ادب کے پیشِ نظر خطوط سے بھی فراہم ہوتا ہے۔جس سے جناب مکتوب الیہ کی عمدہ مدیرانہ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان کے اعلیٰ علمی، ادبی، تعلیمی، تحقیقی، تہذیبی ،تاریخی اور دینی شعور کا بھی پتا چلتا ہے۔

مذکورہ مجلّات اور فاضل مکتوب الیہ کی علمی و تحقیقی کتابوں مثلاً ''لسانی مطالعے''، ''لسانی لُغت'' اور ''معاہدۂ عمرانی'' کے قارئین میں اہل قلم کی جو کہکشاں نظر آتی ہے ان میں سے چند کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ایسے قابل ذکر مشاہیر میں: جناب شمس الرحمٰن

فاروقی، پروفیسر مسعود علی بیگ، ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، ڈاکٹر رؤف خیر، ڈاکٹر یحییٰ نشیط (بھارت) میرزا ادیب، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر وزیر آغا، جناب جمیل الدین عالی، پروفیسر سحر انصاری، پروفیسر اقبال مجددی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر سفیر اختر، پروفیسر سیف اللہ خالد، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر عارف نوشاہی، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، جناب لطیف الزماں خان، پروفیسر محمد اسلم، جناب بشیر حسین ناظم، ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی، ڈاکٹر انوار احمد، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر اسلم انصاری، ڈاکٹر رشید امجد، جناب محمد اسحٰق بھٹی، پروفیسر انوار احمد زئی، پروفیسر قاضی ظفر اقبال اور پروفیسر ظفر حجازی وغیرہم کے اسمائے گرامی تو مکتوب نگاروں کی فہرست میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

کتاب کے آغاز میں پروفیسر ڈاکٹر رؤف خیر، ڈاکٹر ماجد دیوبندی، (بھارت) اور ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کی تحریروں سے بھی اس مجموعۂ مکاتیب و مکتوب الیہ کی شخصیت اور علمی و ادبی کاموں پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

عرضِ مرتب کے عنوان سے ڈاکٹر آصف حمید نے بڑے جامع انداز سے اس کام کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہاں یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ فاضل مرتب کو ''اردو میں مکتوب نگاری'' کے موضوع پر پنجاب یونیورسٹی نے ۲۰۱۴ء میں پی ایچ ڈی کی سندِ فضیلت عطا کی تھی۔ اپنا یہ تحقیقی کام انھوں نے ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کی رہنمائی میں انجام دیا تھا۔

ڈاکٹر آصف حمید نے زیرِ تبصرہ کتاب میں پیش کردہ خطوط کی ایسی فہرست تشکیل دی ہے جس پر ایک نظر ڈالتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ کس مکتوب نگار کے کتنے خط ہیں۔ پہلے اور آخری خط کا زمانہ تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک نظر میں یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ ۱۹۹۶ء سے ۲۰۱۶ء کے عرصے میں یہ تمام خطوط لکھے گئے ہیں۔

الغرض ان خطوط کے مطالعے سے قارئین کے سامنے پروفیسر غازی علم الدین کے کردار اور کارناموں سے مرکب ایک متاثر کن شخصیت آموجود ہوتی ہے۔

کتاب خوب صورت گیٹ اپ، مضبوط جلد اور رنگین سرورق کے ساتھ عمدہ سفید کاغذ پر اچھی چھپی ہے۔ پروف کی اغلاط بہت کم دیکھنے میں آئیں مثلاً صفحہ ۳۴۳ پر بجائے رواروی کے ''رواداری'' ص ۴۸۴ پر بجائے سفارت کے ''سفات''، ص ۵۱۷ پر بجائے ممنون کے ''منون'' اور ص ۵۲۵ پر بجائے عرصے سے ''عرضیے'' لکھا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں ضمیمہ جات کے عنوان سے تین خطوط مدیران جرائد کے نام ہیں، علاوہ ازیں چند خطوط کے عکس بھی شریک ہیں، لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کا مکتوب بنام مدیر ''الحمرا'' لاہور یہاں کیوں شائع کیا گیا ہے۔ حالاں کہ اس کے متن سے مکتوب الیہ یا مرتب کا کوئی تعلق بھی سامنے نہیں آتا۔

بہر کیف ڈاکٹر آصف حمید کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارک باد پیش کی جاتی ہے۔ ان کی محنت اور سلیقے کی داد نہ دینا انصاف سے بعید ہوگا۔